۲۸ ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ / یکم نومبر 2024ء

تَزْیِیْنِ سَیِّئات....

شیطانی دھوکا

(عصرِ حاضر کے خوش نما قبیح اُمور پر تبصرہ اور مکرِ شیطان سے بچنے کا طریقہ)

(تیسرا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
YouTube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۔[حٰمٓ السجدۃ41:36]

کسی بھی دشمن کے شر سے بچنے کے لیے دو چیزیں بہت ضروری ہوتی ہیں: 1) اُس کی منصوبہ بندی اور چالوں سے آگاہی حاصل کی جائے۔ 2) اُس کی سازشوں کے سدِّباب کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ گھر پر حملہ آور ہونے والے ڈاکو سے لے کر ملک و قوم کے دشمنوں تک... بدخواہوں کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لیے اِن دونوں چیزوں کا اہتمام کرنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔

انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے۔ خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ نے متعدّد آیاتِ کریمہ میں ارشاد فرمایا: اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ۔ "یقیناً شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔" [البقرۃ2:168]

ابلیس ہمارا اتنا خطرناک دشمن ہے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، مگر ہم اُسے نہیں دیکھ پاتے... ہمیں کئی مصروفیات ہیں، مگر اُس کا ایک ہی کام ہے... وہ ہر لمحہ ہمارے پیچھے پڑا ہے، مگر ہم اُسے بھول جاتے ہیں... سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ہمیں تباہی تک لے جانے پر تُلا ہوا ہے اور ہم میں سے اکثر اُس کی دشمنی کو سمجھ ہی نہیں پاتے۔

چنانچہ شیطان کے شر سے بچنے کے لیے یہ جاننا بھی بے حد ضروری ہے کہ وہ انسان کو کیسے ورغلاتا اور پھنساتا ہے!... اور یہ سمجھنا بھی انتہائی اہم ہے کہ ہمیں اُس کی شرارتوں سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے!

انسان کے خلاف ابلیس کا ایک اہم ہتھیار "وسوسہ" ہوتا ہے۔ وہ دل میں ایسے عجیب و غریب خیالات ڈالتا ہے کہ انسان برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور اُس میں مبتلا ہو جاتا ہے، بلکہ بہت مرتبہ تو یہ بھی سمجھ نہیں پاتا کہ یہ وسوسہ ہے۔

اچھے اور بُرے خیالات کی پہچان کے لیے انسان کو چاہیے کہ ذہن میں آنے والی بات کو شریعت کے معیار پر پرکھے، اگر شریعت کے خلاف ہو تو سمجھ جائے کہ وہ بُرا خیال ہے اور اُس سے باز رہے... اِس طرح سمجھ میں نہ آئے تو محبوبانِ خدا کے طور طریقوں پر غور کرے، پیاروں کی سیرت کے مطابق ہو تو اچھا خیال ہے، ورنہ اُس پر عمل سے باز رہے... یوں بھی نہ سمجھ سکے تو دیکھے کہ نفس طبعی طور پر اُسے پسند کرتا ہے یا نہیں؟ اگر نفس اُسے پسند کرتا ہے تو وہ بُرا خیال ہے؛ کیونکہ نفس برائی کی ہی دعوت دیتا ہے۔

(منہاج العابدین إلی جنۃ ربّ العالمین للغزالی، العقبۃ الثالثۃ، العائق الثالث، ص:80، مکتبۃ المدینۃ، ملخصًا)

گزشتہ دو جمعاتِ مبارکہ کے خطبات میں چند ایسے نہایت قبیح اُمور کا ذکر ہوا تھا جنھیں شیطان نے اپنے وسوسوں سے خوش نما بنا دیا ہے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد اُن میں مبتلا ہے۔[1] آج بھی کچھ شیطانی وسوسوں اور اُن سے بچاؤ کے طریقوں سے متعلق گفتگو ہو گی۔

---

[1] گزشتہ خطبات پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/drive/folders/1xVk-8As_QIUugi3NCa6_QOAK9aM3Ym91?usp=sharing

تزیینِ سیّئات... دین میں مُداہَنَت

اللہ تعالیٰ اِس بات کو بہت پسند فرماتا ہے کہ مسلمان اپنے دین کے حوالے سے نہایت پختہ و مُتَصَلِّب ہو، استقامت کے ساتھ اسلام پر قائم رہے اور یہ یقین رکھے کہ دونوں جہان کی کامیابی رحمتِ عالَم ﷺ کی غلامی سے ہی وابستہ ہے، وہ اپنی طاقت کے مطابق اسلام کی سربلندی اور اسلامی احکام کے نفاذ کے لیے بھرپور کوشش کرے... جب کہ باری تعالیٰ کو یہ امر سخت ناپسند ہے کہ مسلمان دین کے حوالے سے سُستی و مُداہَنَت کا مظاہرہ کرے، دُنیاوی مفادات کی خاطر دینی تقاضوں کو چھوڑ دے، اسلامی احکام کی مخالفت و خلاف ورزی اور مسلمانوں کے زوال پر اُسے غیرت نہ آئے اور روکنے کی طاقت کے باوُجود وہ خاموش تماشائی بنا رہے۔

ارشاداتِ ربّانیّہ: اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اسلامی عقائد و اعمال پر نہایت تصلّب عطا فرمایا اور دین کے حوالے سے سُستی و مداہنت سے کوسوں دُور رکھا۔ اِس خوبی کو اپنا احسان قرار دیتے ہوئے ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا:

- ❖ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔۔ یعنی "لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی مَحبّت پیدا فرمادی اور اُسے تمہارے دلوں میں آراستہ و خوش نُما کر دیا۔"
- ❖ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ۔۔۔ "اور کفر، حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار / ناپسندیدہ کر دی۔"
- ❖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ o فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ "ایسے ہی لوگ رُشد و ہدایت والے ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔" [الحجرٰت 49: 7،8]

کفّار نے سرورِ عالَم ﷺ کو اسلام کی دعوت دینے اور کفر و شرک کی مذمّت کرنے سے روکنے کے لیے ہر طرح سے کوشش کی، تکلیفیں بھی پہنچائیں اور مال و دَولت و سلطنت کا لالچ بھی دیا، مگر جانِ عالَم ﷺ نے ہمیشہ تصلّب و استقامت کو زینت بخشی اور اسلام کی سربلندی کے لیے خود کو وقف کیے رکھا۔ باری تعالیٰ نے فرمایا: وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ۔ "کفّار آرزو رکھتے ہیں کہ آپ (دین کے معاملے میں اُن کی رعایت کرکے بے جا) نرمی برتیں؛ تاکہ وہ بھی نرم پڑ جائیں۔" [القلم 68:9] آیتِ کریمہ میں ہماری تربیت فرمائی گئی کہ جیسے تمہارے نبیِ کریم ﷺ نے کفّار کی سر توڑ کوششوں کے باوُجود دین میں سُستی و مداہنت نہیں کی، تم بھی ہمیشہ اِس سے دُور رہنا۔

ارشادِ نبوی: حدیثِ مبارک کے مطابق اسلامی احکام کی مخالفت و خلاف ورزی کرنے والا صِرف خود ہی تباہ نہیں ہوتا، بلکہ روکنے میں سُستی و مداہنت کرنے والوں کو بھی لے ڈوبتا ہے، جیسے دو منزلہ کشتی میں کچھ لوگ بالائی منزل پر اور کچھ نچلے درجے پر سوار ہوں، نچلی منزل والا ایک شخص کلہاڑی لے کر کشتی کو توڑنا شروع کر دے، نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ۔ "اگر بالائی منزل والے اُس کا ہاتھ پکڑ لیں / کشتی کو توڑنے سے روکیں تو اُسے بھی بچالیں گے اور خود کو بھی، لیکن نہ روکیں تو اُسے بھی ہلاک کریں گے اور خود کو بھی تباہ کر بیٹھیں گے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 2686)

شیطانی دھوکا: قرآن وسنّت کی اِن نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان کو دین کے حوالے سے نہایت پختہ ہونا چاہیے اور کسی بھی مفاد کی خاطر دینی تقاضوں کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے... مگر شیطانی دھوکے کا نتیجہ ہے کہ لوگ دین کی پرواہ ہی نہیں کرتے، بلکہ ایسی ذہن سازی کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ لوگ، خصوصاً نوجوان طبقہ دین میں پختہ نہ رہے۔ مثلاً:

- یہ سوچ پھیلائی جارہی ہے کہ سبھی ٹھیک ہیں، کسی کو غلط نہیں کہنا چاہیے... حالانکہ اسلام کے بنیادی اُمور میں سے یہ بات بھی ہے کہ مسلمان اسلام کے علاوہ ہر مذہب کو باطل سمجھے اور کفر سے اتنی نفرت رکھے کہ اگر اُسے آگ میں جانے یا اسلام چھوڑنے کا اختیار دیا جائے تو وہ آگ میں جانا گوارا کرلے، مگر کسی بھی صورت میں دل سے کفر پر راضی نہ ہو۔[1]
- دین کی خاطر استقامت کو "شِدّت پسندی" کہا جارہا ہے۔ یعنی یہ تصوّر دیا جارہا ہے کہ دُنیا کے ساتھ چلنے کی عادت ڈالنی چاہیے، دین کے لیے ڈٹ جانا اور لوگوں کی پرواہ نہ کرنا شدّت پسندی اور بُری بات ہے... حالانکہ اصل میں "اعتدال" یہی ہے کہ مسلمان اسلام پر کامل استقامت اختیار کرے، اِسے اگر شدّت کہا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کو محبوب ہے۔ نبیِ کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ۔ یعنی "میری اُمّت کے اندر اللہ تعالیٰ کے معاملے میں سب سے زیادہ شدّت (سخت / مضبوط رائے) والا عمر ہے۔" (ترمذی، حدیث:3790) "شدّت" اگر اپنی ذات کے لیے ہو یا بے جا ہو تو قابلِ مذمّت ہے، لیکن دین کی خاطر ہو اور شریعت کے دائرے میں رہ کر ہو تو مالکِ کریم کو بہت پسند ہے۔
- معمول بنتا جارہا ہے کہ غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں پر اُنھیں مبارک بادیں دی جاتی ہیں، بلکہ حکمرانوں سمیت کئی لوگ اِن میں اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے ہیں، بلکہ بعض اوقات رواداری کے نام پر اُن کی کفریہ رسمیں بھی پوری کرتے ہیں... آج (یکم نومبر 2024ء کو) ہندو اپنا مذہبی تہوار "دیوالی" منارہے ہیں اور حکومتی و نجی سطح پر اِسی طرح کے تماشے ہورہے ہیں۔ اِس حوالے سے پہلے تو "مبارک باد" کے لفظ پر غور کیجیے کہ یہ برکت کی دُعا ہے، کیا ضمیر گوارا کرتا ہے کہ ہم کافر سے کہیں: اللہ تجھے برکت و بھلائی دے! پھر شرعی حکم یہ ہے کہ کفار کے کسی مذہبی تہوار کو اچھا اور جائز سمجھنا... یا اُن کے مذہبی تہوار کی وُقعت و شوکت بڑھانے کے لیے اُس میں شرکت کرنا... یا اُن کی کسی ایسی رسم کو اچھا سمجھ کر پورا کرنا جو کفر و شرک پر مشتمل ہو.. اِن صورتوں میں کفر لازم آتا ہے۔[2]

اپنی ذات کے معاملے میں رواداری اور نرمی بہت اچھی بات ہے، مگر دینی تقاضوں کو قربان کردینا بڑی بدنصیبی ہے۔ شاعر نے کہا:

شرط یہ ہے کہ "رَوا" حدِّ "رَوا" ہی میں رہے
کون کہتا ہے نہ لو کام رواداری سے

---

[1] فِي رِوَايَةِ سَيِّدِنَا أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مَرْفُوعًا: وَحَتَّى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6041)

[2] مزید معلومات کے لیے دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، جلد:21، صفحہ:188۔ بہارِ شریعت، حصہ:9، ص:466۔ فتاوٰی تاج الشریعہ، ج:2، ص:104

تزیینِ سیئات... ذاتی اختلاف اور لڑائی جھگڑا

ربِّ کریم پسند فرماتا ہے کہ مسلمان حُسنِ اخلاق کا پیکر ہو، صلح جوئی ورَواداری سے کام لے، خوش اُسلوبی کے ساتھ معاملات کو سُلجھائے، دَر گزر کرے اور اپنی ذات کی خاطر لڑائی جھگڑا کرنے سے گریز کرے... جب کہ شیطان اِس بات پر پورا زور لگاتا ہے کہ انسان بدگمانی میں مبتلا ہو، بد اخلاقی کا مظاہرہ کرے، دوسروں کو نیچا دکھانے کے لیے اپنی ضد پر اَڑا رہے؛ تاکہ گھر کی سطح سے لے کر بین الاقوامی معاملات تک لڑائیاں جھگڑے اور فتنہ وفساد ہو... یوں لوگ اپنے ربّ کے احکام سے غافل ہو کر نافرمانیوں میں مبتلا ہو جائیں۔

ارشادِ ربّانی: باہمی اختلاف سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے ربّ تعالیٰ نے فرمایا: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ یعنی "اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو! اور آپس میں جھگڑا نہ کرو! ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری جرأت وطاقت ختم ہو جائے گی اور صبر کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" [الانفال8:46]

آیتِ کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑائیاں کیوں ہوتی ہیں؟ اور یہ راہ نمائی بھی ملتی ہے کہ اختلافات کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

- اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں تو باہمی تنازعات نہیں ہوتے۔ نافرمانی کے نتیجے میں اختلافات اور لڑائیاں ہوتی ہیں۔
- باہمی جھگڑوں کے نتیجے میں بُزدلی وکمزوری بھی پیدا ہوتی ہے اور طاقت وشوکت بھی ختم ہونے لگتی ہے۔ (خزائن العرفان، ملخصًا)

ارشادِ نبوی: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور خاتم المرسَلین ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ شیطان پانی پر اپنا تخت رکھتا ہے، پھر وہ (فتنہ پھیلانے / بُرے اعمال کو اچھا کر کے دکھانے کے لیے) اپنے لشکر / فوجیں بھیجتا ہے۔" فرمایا: فَأَدْنَاهُمْ مِّنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً۔ یعنی "شیطان کا سب سے زیادہ قریبی وہ ہوتا ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ فتنہ ڈالتا ہے۔" فرمایا: "اُس کے لشکر میں سے ایک آکر (اپنی کارکردگی رپورٹ پیش کرتے ہوئے) کہتا ہے: مَیں نے ایسا ایسا فتنہ ڈالا۔ ابلیس کہتا ہے: تُو نے کچھ نہیں کیا۔" جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: ثُمَّ يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَأَتِهٖ۔ "پھر اُن میں سے ایک اور آکر کہتا ہے: مَیں نے فلاں شخص کو اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اُس کے اور اُس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی۔" فرمایا: "شیطان اُسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے: نِعْمَ أَنْتَ! تُو بہت اچھا بچہ ہے!" (صحیح مسلم، حدیث:2813)

حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ:

- لوگوں، خصوصًا میاں بیوی کے درمیان لڑائی ڈالنا شیطان کا کام ہے اور ایسا کرنے والا انسان بھی شیطان کی طرح مجرم ہے۔
- بلاوجہ طلاق دینا رحمٰن جلّ جلالہٗ کو سخت ناپسند ہے اور شیطان اِس سے بہت خوش ہوتا ہے؛ کیونکہ اِس سے گناہ وفساد کا راستہ کھلتا ہے؛ لہٰذا شوہروں کو یہ شیطانی چال سمجھنی چاہیے اور حتّی الامکان طلاق سے بچنا چاہیے۔ (مرآۃ المناجیح، لمعات التنقیح، زیرِ حدیث:71، ملخصًا)

شیطانی دھوکا: قرآن وسنّت کے واضح احکام کے باوُجود ہمارے ہاں جھگڑے اِس قدر ہیں کہ اللہ کی پناہ! لڑائیاں کیوں ہوتی ہیں؟ اور شیطان کیسے دھوکا دیتا ہے؟ اِس حوالے سے غور کرنا چاہیے؛ تاکہ انسان شیطانی جال میں پھنسنے سے محفوظ رہے:

⟸ بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ یعنی انسان بغیر دلیل اور ٹھوس ثبوت کے دوسرے کو بُرا سمجھنے لگتا ہے / ذہن بنالیتا ہے کہ وہ مجھے نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ یوں دل میں اُس کی محبّت کے بجائے نفرت پیدا ہو جاتی ہے، اُس کی عزت و تکریم ختم ہو جاتی ہے اور نتیجہ لڑائی جھگڑے کی صورت میں نکلتا ہے... حالانکہ قرآنِ حکیم اور احادیثِ طیبہ میں ہمیں بدگمانیوں سے بچنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔[الحجرٰت49:12]

⟸ شیطان انسان کو غصہ دلاتا ہے، پھر جوشِ انتقام اور شدّتِ غضب میں انسان ایسی حرکتیں کرتا ہے کہ نوبت لڑائی تک جا پہنچتی ہے... حالانکہ پہلے سے ہماری تربیت فرمائی گئی ہے کہ بچ کر رہنا! شیطان تمھیں غصّہ دلانے کے لیے انسانی شکل میں آکر یا غیر محسوس طور پر کئی طرح کے کرتوت کرتا ہے؛ تاکہ تم عقل سے کام لینے کے بجائے جھگڑنے لگو۔[1]

⟸ انسان دوستوں اور گھر والوں کی فقط خامی دیکھتا ہے، خوبیوں پر غور نہیں کرتا... حالانکہ ہمیں سکھایا گیا ہے کہ دوسروں، خصوصًا اپنی اہلیہ سے بغض و نفرت نہ رکھنا؛ کیونکہ اگر اُن کی ایک عادت ناپسند ہے تو کوئی خوبی پسند بھی ہو گی![2]

⟸ یہ بھی بڑا شیطانی دھوکا ہے کہ انسان کو کسی بات پر غصہ آئے تو فورًا اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے... جب کہ قرآن وسنت کا حکم یہ ہے کہ اگر بیوی کے ساتھ معاملات بگڑ رہے ہوں تو اُسے سمجھائیں... مسئلہ حل نہ ہو تو اُس کا بستر الگ کر دیں... اِس طرح بھی بات نہ بنے تو ہلکی پھلکی ایک دو ضربوں سے اصلاح کی کوشش کریں... یہ صورت بھی فائدہ مند نہ ہو تو ثالث کے ذریعے معاملات کو سُلجھائیں۔[النساء4:34،35] اگر طلاق کے علاوہ کوئی حل نہ ہو تو شوہر انتظار کرے، جب بیوی مخصوص ایّام کے بعد پاک ہو جائے تو حقوقِ زوجیّت ادا کیے بغیر اُسے صریح لفظ کے ساتھ فقط ایک طلاق دے دے، معاملہ بہتر ہو جائے تو عدت کے دوران شوہر بغیر نکاح کیے رجوع کر سکتا ہے اور اُس کے پاس دو طلاقوں کا حق باقی رہے گا، لیکن عدت ختم ہو گئی تو عورت آزاد ہے، دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے اور پہلے شوہر سے تعلق بحال کرنا ہو تو فقط نکاح کافی ہو گا، مزید کسی کام کی ضرورت نہیں ہو گی۔ بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ عہدِ رسالت مآب ﷺ میں ایک شخص نے ایسا کیا تو آپ ﷺ جلال میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ "کیا میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے؟" (سنن نسائی، حدیث:3401)

---

[1] سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ، فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ، فَيَتَفَرَّقُونَ، فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ: سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ۔ (صحیح مسلم، حدیث:7)

سیدنا ابو اُمامہ صُدَیّ بن عَجلان باہلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے گھر والے بستر بچھا کر تیار کر دیں تو شیطان اُس کے بستر پر آکر لکڑی، پتھر یا کوئی اور چیز پھینک دیتا ہے؛ تاکہ اُسے گھر والوں پر غصہ دلائے۔ فرمایا: فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ فَلَا يَغْضَبْ عَلَى أَهْلِهِ۔ لِأَنَّهُ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔ جب کسی کے ساتھ ایسا واقعہ ہو تو وہ اپنے گھر والوں پر غضب ناک نہ ہو؛ اس لیے کہ ایسی حرکت (کر کے فساد ڈالنا) شیطان کا کام ہے۔ (الأدب المفرد للبخاری، حدیث:1191)

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ، أَوْ قَالَ "غَيْرَهُ"۔ (صحیح مسلم:1469)

شیطانی دھوکے سے بچنے کے ذرائع

اگرچہ شیطان انسان کا بدترین دشمن ہے اور اتنا خطرناک ہے کہ انسان اپنی طاقت سے کبھی بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر قرآن وسنّت میں ایسے ذرائع ارشاد فرمائے گئے ہیں کہ اگر انسان اُنھیں اختیار کرے تو ربِّ کریم کی رحمت شاملِ حال ہو جاتی ہے اور شیطان انسان کا کچھ نہیں بگاڑ پاتا۔ شیطان سے بچاؤ کے چند اہم ذرائع درج ذیل ہیں:

1) **اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا:** انسان اگر قلعے یا کسی اور محفوظ مقام میں پناہ حاصل کر لے تو طاقت وَر دشمن بھی اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بُلٹ پروف جیکٹ پہنی ہو تو گولی اثر نہیں کرتی اور بم پروف گاڑی میں بیٹھے شخص کو بم بھی نہیں اُڑا سکتا۔

جس خوش نصیب شخص کو ربِّ کریم اپنی حفاظت عطا کر دے شیطان مَردود اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا؛ کیونکہ شیطان لعین اگرچہ سب سے زیادہ خطرناک دشمن ہے، مگر رحمٰن ورحیم کی طاقت وقدرت ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ حکم فرمایا گیا: وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ ”اور (اے سننے والے!) جب کبھی شیطان کی طرف سے تیرے دل میں کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کر، بے شک وہ بہت سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔“ [حٰمٓ السجدۃ 36:41]

سیدنا سلیمان بن صُرَد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کی لڑائی ہوئی، اُسے اتنا زیادہ غصّہ آیا کہ اُس کی آنکھیں سُرخ ہو گئیں اور رَگیں پھول گئیں۔ سرورِ عالم ﷺ نے اُسے دیکھا تو فرمایا (مفہوم): اگر یہ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے تو اِس کی حالت درست ہو جائے گی۔ اِس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشاد کی تائید کے لیے درج بالا آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔
(صحیح مسلم: 2610۔ صحیح بخاری: 6048۔ المستدرک علی الصحیحین: 3649)

2) **گناہوں سے بچنا:** اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ کی نافرمانی سے انسان کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے، اگر انسان مسلسل گناہوں میں مبتلا رہے تو پورا دل سیاہ اور سخت ہو جاتا ہے اور سخت دل لوگ بہت جلد شیطان کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ ”لیکن اُن کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لیے آراستہ کر دیا۔“ [الانعام 6:43]

چنانچہ شیطان کے شر سے بچنے کا ایک عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ انسان گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے دل کی حفاظت کرے۔

3) **یادِ الٰہی:** شیطان کا وار سب سے زیادہ کارگر اُس وقت ہوتا ہے جب انسان اپنے ربّ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتا ہے۔ اگر دل اور زبان یادِ الٰہی میں مصروف رہیں تو شیطانی وسوسے ختم ہو جاتے ہیں۔

ارشادِ ربّانی ہے: وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۔ ”اور جو رحمٰن کی یاد سے منہ پھیرے

تو ہم اُس پر ایک شیطان کو مُسلَّط کر دیتے ہیں، چنانچہ وہ اس کا ساتھی رہتا ہے۔"[الزخرف 36:43] یعنی جو قرآنِ کریم کی ہدایت سے فائدہ نہ اُٹھائے، یادِ الٰہی سے غافل اور عذابِ الٰہی سے بے خوف ہو جائے ہم شیطان کو اِس طرح اُس پر مقرّر کر دیتے ہیں کہ وہ دنیا میں بھی اُس کا ساتھی رہتا ہے، اُسے اطاعت سے روکتا ہے اور نافرمانی کا شوق دلاتا ہے... اور آخرت میں بھی اُس کا ساتھی ہو گا۔ اِس کے برعکس جو بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہتا ہے شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔ (صراط الجنان، تبیان القرآن، زیرِ آیت، ملخصًا)

4) **وضو اور نماز:** جن اعمالِ حسنہ کی برکت سے خصوصی کرم نوازی ہوتی ہے اور شیطانی اثرات سے نجات ملتی ہے اُن میں نماز اور وُضو بھی بہت نمایاں ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی کا مفہوم ہے: "جب تم میں سے کوئی سوئے تو شیطان اُس کی گُدّی (گردن کے پچھلے حصے) پر تین گِرہیں لگا دیتا ہے (جیسے جادوگر کچھ پڑھ کر گرہ لگاتے ہیں ایسے ہی وہ اِس عمل کے ذریعے سستی ڈالتا ہے)۔ ہر ایک گرہ پر (دل میں یہ بات) ڈالتا ہے: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ، فَارْقُدْ۔ سوئے رہو، بہت لمبی رات ہے۔ رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ۔ چنانچہ اگر بندہ اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو (شیطان کی لگائی ہوئی سستی کی گرہوں میں سے) ایک گِرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وُضو کرتا ہے تو دوسری گِرہ کھل جاتی ہے، پھر نماز ادا کرتا ہے تو تیسری گِرہ بھی کُھل جاتی ہے اور (شیطان کا اثر ٹوٹنے سے ایسی برکت نصیب ہوتی ہے کہ) انسان چُست اور پاکیزہ نفس ہو کر صبح کرتا ہے، اگر ایسا نہ کرے تو صبح کو یہ حالت ہوتی ہے کہ پریشان اور سُست ہوتا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 1142۔ صحیح مسلم، حدیث: 776)

5) **تلاوتِ قرآنِ کریم:** سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ،[1] إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ تُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔[2] "اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن چھوڑ کر مُردے مت بنو)، یقیناً شیطان اُس گھر / جگہ سے دُور بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے (اِس سورت کی برکت سے شیطان اُس گھر / جگہ والوں کو فتنے میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو جاتا ہے)۔" (صحیح مسلم، حدیث: 780)

افسوس کہ زیادہ تر افراد کے گھروں میں ٹیلی وژن، موبائل فون اور دیگر اُمور کا تو روزانہ کی بنیاد پر اہتمام ہوتا ہے، مگر قرآنِ مجید کی تلاوت سے متعلق بہانہ کرتے ہوئے آرام سے کہہ دیتے ہیں: ٹائم نہیں ملتا۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے بدترین دشمن کی شرارتوں سے بچنے کے لیے اِن اُمور کا بھرپور طریقے سے اہتمام کریں۔

---

[1] أَيْ: لَا تَكُوْنُوْا كَالْمَوْتٰى، لَا يَذْكُرُوْنَ وَلَا يَتْلُوْنَ۔ (لمعات التنقیح، تحت الحدیث: 2119)

[2] يَيْأَسُ مِنْ إِغْوَاءِ أَهْلِهِ بِبَرَكَةِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

حرفِ آخر... مکرِ شیطان اور حمایتِ رحمان

جس شخص کو دشمنوں سے کسی بھی طرح کا خطرہ نہ ہو وہ پُر سکون رہتا ہے اور اُسے اپنے بچاؤ کی کوئی فکر نہیں ہوتی، مگر جو شخص دشمن کے نشانے پر ہو اُسے چوکنا ہونا پڑتا ہے... اُس کے لیے بدخواہوں کی سازشوں سے آگاہی بھی ضروری ہوتی ہے اور اُن سے محفوظ رہنے کی خاطر اقدامات بھی کرنا پڑتے ہیں۔

انسان کا بدترین و خطرناک ترین دشمن شیطان ہے۔ چنانچہ انسان پر اِس حوالے سے راہ نمائی حاصل کرنا بھی لازم ہے کہ شیطان کس طرح دھوکے میں مبتلا کرتا ہے! اور یہ سیکھنا بھی ضروری ہے کہ شیطان کے وار سے بچنے کے لیے کیا اقدامات کرنے چاہییں!

آخری تین خطبات میں تزیینِ سیّئات کے حوالے سے گفتگو ہوئی کہ عصرِ حاضر میں کتنے ہی ایسے اُمور ہیں جنھیں شریعت نے بُرا و قبیح قرار دیا ہے، مگر شیطانی دھوکے کی وجہ سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد اُن میں مبتلا ہے۔ ذکر کردہ اُمور میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

1) شیطان کا بدترین طریقۂ واردات وسوسے ڈالنا ہے۔ یعنی وہ انسان کے دل میں ایسے خیالات ڈالتا ہے کہ اُسے برے کام اچھے لگتے ہیں اور اُنھیں کرنے کے لیے ذہن تیار ہو جاتا ہے۔ بُرے خیالات کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ ذہن میں آنے والی سوچ کو:
   - شریعت پر پیش کیا جائے، خلافِ شرع ہو تو ہرگز اُس پر عمل نہ کیا جائے۔
   - نیک لوگوں کی عادات پر پرکھا جائے، اگر وہ کام صالحین کی سیرت کے برعکس ہو تو اُسے ذہن سے جھٹک دیا جائے۔
   - طبعی تقاضے کے ذریعے جانچ کی جائے، اگر وہ نفس کی طبعی چاہت کے مطابق ہو تو بھی وہ بُرا خیال ہے؛ کیونکہ نفس برائی کی ہی دعوت دیتا ہے۔
2) شیطان ایسا طاقت وَر اور مکّار دشمن ہے کہ انسان کبھی بھی اپنی طاقت سے اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہمیں چاہیے کہ اُس کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ دُعا مانگا کریں کہ وہ شیطان کے مقابلے میں اپنی پناہ عطا فرما دے۔ گناہوں سے بچنا، ربّ تعالیٰ کو یاد کرنا، نماز کی پابندی کرنا اور قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا... ایسے اعمال ہیں جن کی برکت سے خالقِ کائنات شیطان کے خلاف انسان کی مدد فرماتا ہے۔
3) بزرگانِ دین کی تشریحات کے برعکس نئی تحقیقات پیش کرنے والے شیطانی کارندے ہیں... اُن سے اور اُن کے نظریات سے بچ کر رہنا چاہیے۔ عقائدِ اہلِ سنت پر استقامت، فقہِ حنفی پر پختگی کے ساتھ عمل اور اکابر سے تصوّف سیکھنے میں ہی نجات ہے۔
4) مخلوط نظامِ تعلیم شیطانی دھوکا ہے، جس کے بُرے اثرات دُنیا بھر میں دکھائی دے رہے ہیں۔ جب قرآن و سنت میں واضح طور پر خواتین کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور مَرد و خواتین کے اختلاط و تنہائی سے روکا گیا ہے... تو ہم مخلوط نظامِ تعلیم کو کیسے اچھا قرار دے سکتے ہیں! یا اِس کے بہتر نتائج کی کیسے توقّع کر سکتے ہیں!

5) اپنے اعمالِ خیر لوگوں کو دکھانے اور اُن سے داد حاصل کرنے کی چاہت شیطانی فریب ہے اور قیامت میں رُسوائی کا باعث ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہر اچھا عمل محض اللہ تعالیٰ کی رِضاء وخوشنودی کے لیے کریں۔ ربِّ کریم سے اخلاص مانگیں... حتّی الامکان اپنی نیکیوں کو چھپائیں اور تصاویر، سیلفیوں اور ویڈیوز کی عادت چھوڑ دیں۔

6) حلال وحرام میں تمیز نہ کرنا بھی بدترین ابلیسی مکر کا نتیجہ ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ انسان صرف حلال ذریعہ اختیار کرے... یوں رزق بھی مل جائے گا اور مالکِ کریم کی رضاء وبرکت بھی نصیب ہو گی۔

7) شیطان انسانوں کو آپس میں لڑوانے کے لیے بدگمانیاں پیدا کرتا ہے، غصہ دلاتا ہے اور دوسروں کی خامیاں دکھاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اُس کی چال کو سمجھیں اور اپنی ذات کی خاطر لڑائی جھگڑے سے گریز کریں۔

8) دینی معاملات میں سُستی ومُداہَنَت شیطانی اثرات میں سے ہے۔ اپنی ذات کے معاملے میں نرمی کرنی چاہیے، جب کہ دین کے حوالے سے استقامت اور پختگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور اسلام کے علاوہ ہر مذہب کو باطل و قابلِ نفرت سمجھنا دین کا بنیادی تقاضا اور حقیقی اعتدال ہے۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیجیے کہ اپنی ذات کا معاملہ ہو تو بچھ جانا اعتدال ہے، جب کہ دینی معاملہ ہو تو غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا کردار ادا کرنا عین اعتدال ہے۔ آپ کا 95واں عرسِ مبارک میانی صاحب قبرستان لاہور میں 30، 31 اکتوبر کو پورے تُزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا۔ بزدل لوگوں کو بہادر بننے اور سچا عاشقِ رسول بننے کے لیے غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔[1] اللہ کریم اُن کے درجات مزید بلند فرمائے!

شرعی مسئلہ: اللہ تعالیٰ جہت، زمان اور "مکان" سمیت مخلوق کے تمام اوصاف سے پاک ہے۔ یعنی ربِّ کریم کے لیے آسمان سمیت کسی بھی جگہ کو ثابت نہیں کر سکتے، وہ مکان ومقام کو پیدا کرنے سے پہلے جس شان کے ساتھ موجود تھا اُسی شان کے ساتھ اب بھی موجود ہے۔ جو مکان میں ہو وہ سب کے قریب نہیں ہو سکتا، جب کہ باری تعالیٰ سب کے قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے "اوپر والا" لفظ بولنا یا کوئی ایسا اِشارہ کرنا جس سے ظاہر ہو کہ باری تعالیٰ آسمان میں ہے... دونوں سخت غلط ہیں۔ یہ لفظ بولنا بھی کفر ہے کہ "اللہ ہر جگہ موجود ہے"۔ وہ مکان سے پاک ہے اور اُس کی شان سب سے بلند ہے۔[2]

(دیکھیے: بہارِ شریعت، ج:1، ح:1، ص:8۔ فتاوٰی شارح بخاری ج:1، ص:113)

---

[1] "ناموسِ رسالت کے سات شہید" غازی علم الدین شہید سمیت متعدد غازیانِ اسلام کی سیرت پر لکھی گئی مستند ترین کتاب ہے۔ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://archive.org/details/NamoosERislatKay7ShaheedByAdvocateRayMuhammadKamal_201905

[2] اِس حوالے سے جامعہ نظامیہ رضویہ کے فاضل مولانا مفتی محمد اکمل مدنی کی عمدہ گفتگو سماعت کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.facebook.com/watch/?v=957229301150776

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے، اپنے فضل و احسان کے ساتھ ہمیں نفس و شیطان اور دیگر تمام مخلوقات کے شرور سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور مرتے دم تک شریعت پر عمل کی توفیق سے نوازے۔

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات دے اور حکمرانوں کو ملک و قوم کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!